

دلیار تک نہ پہنچے

از قلمِ تسنیم طاہر

قطعہ نمبر ۱



ٹھیک سے پینٹ کرو۔ میری نظر ہے آپ لوگوں پر۔ وہ چلتی پھرتی ساتھ ساتھ جائزہ لے رہی تھی کہ پیئٹر زکام ٹھیک سے کر رہے ہیں یا نہیں اور جہاں سے ٹھیک نہ لگتا وہاں خود ان کو بتانے بیٹھ جاتی۔

میم ہم بہت احتیاط سے ہر جگہ اور بار بار اچھی طرح سے پینٹ کر رہے ہیں۔ اس آدمی نے عروش کی نصیحتیں دھرائیں۔ جو وہ انھیں صح سے بار بار کر رہی تھی۔

ہم ویری گذ، کام اچھا کرو گے تو معاوضہ بھی اچھادیں گے۔ وہ مسکراتی۔
اوکے میم۔ وہ مودب سا بولا۔

آپ اپنا کام جاری رکھوت تک میں دوسروں کو بھی دیکھ آؤں۔ وہ کہتی ہوئی دوسرے پیئٹر کی طرف بڑھ گئی جو کمروں کے دروازے رنگ رہا تھا۔

اف! یہ کیا کر دیا ہے آپ نے؟ عروش نے اپنا ماتھا پیٹا۔

کیا کیا ہے میں نے میم؟ آدمی نے ناسمجھی سے پوچھا۔

کمروں کے دروازوں پر یہ پینٹ نہیں کرنا تھا۔ میں آپ کو اچھے سے سمجھا کر تو گئی تھی۔ آپ نے پھر غلط کر دیا۔ عروش نے فوراً اسے اس کی غلطی بتائی۔

سوری میم! مجھے لاکشا نید یہی کرنا ہو۔ اگر آپ کہتی ہیں تو میں چینچ کر دیتا ہوں۔ پیئٹر جلدی سے بولا۔

نہیں نہیں، اب رہنے دیں۔ آپ نے اتنی محنت سے کیا ہے یہ۔ وہ بول ہی رہی تھی جب اسے پیچھے سے کسی کی آوازیں سنائی دیں۔ ایک پل کی دیر کیے بناؤہ مرٹی اور ان کے پاس جا پہنچی۔

سر میں معافی چاہتا ہوں۔ میں نے یہ جان بوجھ کر نہیں کیا۔ ایک پیئٹر اپنی غلطی کی معافی مانگ رہا تھا۔

تمہاری معافی سے کیا یہ صاف ہو جائے گا؟ جو تم نے میری حالت بگاڑی ہے۔ زاران نے اپنی طرف دیکھ کے کہا جو پورے کا پورا پینٹ سے بھر چکا تھا۔ اس کے بالوں سے پینٹ قطرہ نیچے ٹپک رہا تھا۔ اس کا چہرہ پینٹ گرنے کی وجہ سے نظر بھی نہیں آ رہا تھا۔ وہ اپنی آنکھیں بار بار صاف کر رہا تھا کہ پینٹ کہیں ان کے اندر رہی ناچلا جائے۔

بیو قوف آدمی! سارے کاسارا پینٹ تم نے میرے اوپر بچینک دیا ہے۔ انتہائی المیزڈ ہو تم۔ کوئی تمیز ہے یا نہیں۔ تمھیں ہائر کس نے کیا ہے؟ وہ غصے سے چینا۔

پینٹر بھائی! آپ یہاں سے جائیں میں بات کرتی ہوں۔ عروش وہاں آکر بولی۔ وہ سب سن چکی تھی۔ پینٹر پیشماں ساوہاں سے چلا گیا۔ واط داناں سسینس از دس؟ وہ بھڑک کر بولا۔

ایک سوال پوچھوں؟ اس کے سوال کو نظر انداز کرتی عروش نے اس سے اجازت طلب کرنا چاہی۔ جواب اور کچھ نہ بولا تو خود ہی بول پڑی۔

کیا آپ فرشتہ ہیں؟ چہرے پر سنجیدگی لیے وہ مجسس ہوتی۔ زاران کو اس کی دماغی حالت پر شنک ہوا۔ بتائیں نا؟ اس نے زور دیا۔

کیا تم پاگل ہو؟ یا جان بوجھ کے بن رہی ہو۔ زاران نے جواب دینے کی بجائے الثالث سوال کیا۔

الحمد للہ! میں بکل ٹھیک ہوں۔ آپ بتائیں کیا آپ فرشتہ ہیں؟ اس نے دوبارہ وہی سوال دہرا�ا۔

تمھیں نظر نہیں آرہا۔ کیا میں تمھیں فرشتہ لگ رہا ہوں؟ زاران کا پہلے ہی مود بگڑ چکا تھا اور رہی سہی کسریہ لڑکی پوری کر رہی تھی۔ مجھے تو نہیں لگ رہے لیکن میں نے سوچا شاید آپ خود کو فرشتہ تصور کرتے ہوں۔ کیونکہ غلطیاں تو انسانوں سے ہی ہوتی ہیں۔ یقیناً آپ سے بھی بہت دفعہ ہوتی ہوں گی اور میرے سے تو بہت ہی ہوتی ہیں۔ آخر کو انسان ہیں ہم۔ وہ بولتے ہوئے کچھ کے لیے رکی۔

تو؟ ان ساری باتوں کا مطلب؟؟ زاران نے ضبط کرتے تخلی سے پوچھا۔

تو آپ کسی کو یوں بے عزت نہیں کر سکتے۔ آپ کو کوئی حق نہیں ہے کسی کو بیو قوف کہنے کا۔ اگلا بھی تو انسان ہے۔ اپنا کام کر کے پھر ہی آپ سے اپنا معاوضہ وصول کرتا ہے۔ اس کا ہر گز بھی یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ اس کی عزت دو کوڑی کی کر کے رکھ دیں۔ کیا اس کی کوئی فیلنگز نہیں ہیں؟ آپ بھی تو کہیں نا کہیں کوئی کام کرتے ہوں گے۔ اگر وہ آپ کی انسٹ کریں تو کیسا محسوس کریں گے آپ؟ انہوں نے معدرت کی آپ قبول کر لیں۔ کیوں رائی کا پہاڑ بنارہے ہیں؟ جان بوجھ کر تو نہیں گرایا انہوں نے۔ یہاں آپ بھی ہو سکتے تھے تو میں بھی ہو سکتی تھی۔

کیونکہ ہم انسان ہیں اور غلطی انسانوں سے ہی ہوتی ہے۔ وہ پھر باور کروائی تھی کہ ہم انسان ہیں۔

زاران چپ چاپ اسکا پیکھر سنتر ہا۔ جو خاموش ہونے کے موڑ میں بالکل بھی نہیں تھی۔

اپنی عزت کروانے کے لیے دوسروں کی عزت کرنی پڑتی ہے۔ چاہے وہ کوئی چھوٹا ہو یا بڑا، امیر ہو یا غریب۔ بیشک وہ راہ چلتا مانگنے والا ہی کیوں نا ہو۔ ورنہ جو جیسا کرے گا اس کو ویسامل بھی جائے گا۔

Be Humble and all the best.

وہ اسے کچھ بولنے کا موقع دیے بغیر تھمہ باپ کرتی وہاں سے چلی گئی۔

زاران اسے جاتا دیکھ خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا۔ اس کے سامنے بولنے سے سب ڈرتے تھے اور یہ عام سی لڑکی اسے اتنا سنائی تھی۔ حیرت تو اسے خود پر ہو رہی تھی کہ وہ چپ چاپ اسے سنتر ہا۔ وہ لمبے سانس لیتا خود کو نارمل کرنے لگا۔

!!-----!!-----

آپ کیسے ہیں بھائی صاحب؟ انہوں نے پوچھا۔

الحمد للہ میں بھی ٹھیک ہوں۔ گھر میں سب ٹھیک ہیں بھا بھی، بچے؟ دوسری طرف سے جواب سن کر وہ خوشی سے بولیں۔

سب ٹھیک ہیں۔ یہاں کی سناوِ میری عروش اور بیاٹھیک ہیں؟ بھائی نے جواب پوچھا۔

جی بالکل ٹھیک ہیں۔ انہوں نے جواب دیا۔

کہاں ہیں وہ لوگ؟ دوسری طرف سے سوال کیا گیا۔

عروش تو اپنی دوست کی شادی پر گئی ہوئی ہے اور بیاکا تو آپ کو پتہ ہی ہے وہ سعدیہ کی طرف ہوتی ہے۔

اچھا، بھائی صاحب آپ چکر لگائیں ناہماری طرف؟ وہ دل کی خواہش منہ پر لائیں۔

میں آؤں گا تمہاری بھا بھی کو ساتھ لے کر۔ انہوں نے ہامی بھری۔

کیا وہ مان جائیں گی؟ پوچھتے ہوئے ان کی آواز میں اداسی گھلی۔

مانے گی کیوں نہیں۔ وہ ضرور آئے گی۔ انہوں نے ہمت دلائی۔ جی ضرور، تم اپنا خیال رکھنا پھر بات ہو گی۔

اوکے بھائی اللہ حافظ۔

اللہ حافظ۔

کہتے ہی دوسری طرف سے رابطہ منقطع ہو گیا۔

یا اللہ تیرے ہاتھ میں سب کچھ ہے پلیز سب ٹھیک کر دے۔ وہ فون سائیڈ پر رکھ کے صوفے کی پشت سے اپنا سر ٹکاتی آنکھیں موند گئیں۔

!!

یاسر یہ دیکھو کیسا لگ رہا ہے؟ وہ ایک کان میں جھمکا پہن کے اسے دکھارہی تھی جو اس کے بیڈ پر لیٹا فون میں مصروف تھا۔

یاسر تمہیں سن ائی نہیں دے رہا میں تم سے مخاطب ہوں۔

وہ قد آور آئینے میں اسے دیکھ کر چلائی جو مسلسل اس کی بات ان سنی کر رہا تھا۔

ہاں ٹھیک لگ رہا ہے۔ وہ اس کی طرف دیکھے بغیر بولا۔

وہ بیڈ کی طرف بڑھی اور اس کے ہاتھ سے فون کھینچ کر سامنے دیوار میں دے مارا۔ انابیہ کو اسکی حرکت را ایک دم ہی غصہ آگیا۔

اوہ یہ کیا کر دیا تم نے؟ ابھی تو اسے لیے ایک ہفتہ بھی نہیں ہوا تھا اور تم نے اس کی آخری آرام گاہ تک پہنچا دیا۔ وہ افسوس سے اسے دیکھ کر رہ گیا۔

تم بہت بڑے ہو۔ آج کے بعد مجھے مت بلانا۔ کچھ نہیں لگتی میں تمہاری۔ ابھی جا کر مام ڈیڈ کو بتاتی ہوں۔

وہ کہتے ہی کمرے سے نکل گئی۔

بیا! بیا! پلیز یار میری بات تو سنو۔ وہ اس کے پیچھے آتے ہوئے اسے پکار رہا تھا۔

بھاڑ میں جاؤ تم۔ ایک نمبر کے بد تیز انسان ہو تم۔ آج کے بعد کوئی رشتہ نہیں ہے تمہارا میرے ساتھ۔ وہ تیز تیز چلتے ہوئے بول رہی تھی۔

یار دیکھ لو ہم تو دوست ہیں۔ سو لمیٹس اور بھی پتہ نہیں کیا کیا تھے وہ مجھے بھول گیا ہے اب۔ وہ اس کے سامنے آگر اس کے چہرے کے مختلف زاویے دیکھنے لگا۔

یاسرا اس وقت میری آنکھوں کے سامنے سے چلے جاؤ۔ زہر لگ رہے ہو مجھے تم اس وقت۔ انابیہ نے غصے سے اسے گھورا۔ یار سوری، پر امس آج کے بعد ایسا کچھ نہیں ہو گا۔ یاسر نے اپنے کان پکڑا۔

نہیں آج کوئی سوری نہیں۔ آج میں بہت غصے میں ہوں۔ اس نے منہ بگاڑتے ہوئے کہا۔

میری پیاری بیا! جو مرضی سزا دے لو، مجھے قبول ہے بس ڈیڈ کونہ بتانا۔ انہوں نے تو کھڑے کھڑے ہی مجھے بے دخل کر دینا ہے۔ کچھ تو سوچو میں کہاں جاؤں گا اور تمہاری اسائنسمنٹس کون بنائے گا۔ اگر کسی نے نہ بنائی تو تم فیل ہو جاؤ گی اور پوری یونیورسٹی کے سامنے تمہاری اور ڈیڈ کی انسلاٹ ہو گی اور میں یہ بات قطعاً برداشت نہیں کر سکتا۔ وہ چہرے پر معصومیت سجائے اسے مستقبل میں درپیش آنے والے حالات سے اگاہ کر رہا تھا۔

جو مرضی ہو جائے آج تو ڈیڈ کو بتا کر رہوں گی۔ وہ بند ہوئی اور اس کو پیچھے کرتی سائیڈ سے آگے جانے ہی گئی تھی کہ اس کا بازو یاسر کے ہاتھ میں آگیا۔

میرا بازو چھوڑو یاسر، وہ چلائی۔

یار آخری چانس؟ وہ اس کے سامنے آکر معصوم سامنہ بننا کر بولا۔

ایک شرط پر تمہیں معافی مل سکتی ہے۔ اگر منظور ہے تو ٹھیک ورنہ۔۔۔ انابیہ نے اسے دھمکایا۔

ہاں مجھے تمہاری ساری شرطیں دل و جاں سے قبول ہیں۔

وہ سکون کا سанс لیتا اس کے سامنے ہاتھ باندھ کے کھڑا ہو گیا۔

تم اٹھک بیٹھک کرو گے جب تک میں چاہوں گی۔

وہ تحکماںہ انداز میں بولی۔ اس کی آنکھوں میں شرارت واضح تھی۔

یار یہ کیا بات ہوئی۔ میں اتنا بڑا یہ کرتے اچھا لگوں گا کیا؟

وہ شرط سن کر چھجا۔

بالکل اچھے لگو گے۔ اگر نہیں تو میں جا رہی ہوں ڈیڈ کے پاس۔ وہ ایک دم سنجیدہ ہوئی۔
یا سر اس کی دھمکی سنتے ہی اٹھک بیٹھک کرنے لگ گیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر وہ حامد صاحب کے پاس چلی گئی تو اس کی خیر نہیں۔ کان بھی پکڑو۔ انابیہ مسکراہٹ ضبط کرتے بولی۔
بیا!! وہ مایوس کن آواز میں چلایا۔

نہیں، آج میں تمہاری کوئی بات نہیں سنوں گی۔ اس نے دو ٹوک کہا۔
منہ کے زاویے بگاڑتا ہوا وہ کان پکڑ کے دوبارہ اٹھک بیٹھک کرنے لگا۔
انابیہ چہرے پر مسکراہٹ سجائے اس کے تاثرات سے لطف اندوں ہو رہی تھی۔

-----!!-----

زوہبی دیکھو یار شام ہونے کو آئی ہے اور تم ہو کہ تمہاری نیند ہی پوری نہیں ہو رہی۔ میں صحیح سے بور ہو رہی ہوں اکیلے۔ عروش نے اس کے اوپر سے کمبل کھینچا۔

عروش پلیز تھوڑا اور سونے دو۔ اس نے لیٹے لیٹے کہا۔

ٹھیک ہے تم سو جاؤ۔ میں جا رہی ہوں اپنے گھر۔ یہاں آکر تو میں بہت بور ہو رہی ہوں۔ شام کو تمہارا فنکشن ہے۔ مہماں آرہے ہیں اور میڈم ابھی تک سورہی ہیں۔ وہ اس کے پاس بیڈ پر بیٹھ گئی۔

اوہ میری جان بور ہو رہی ہے؟ زوبیہ اس کا مودودیکھ کے فوراً اٹھ کے بیٹھ گئی۔
ہمم، اس نے منہ بسورا۔

تم بیٹھو میں ابھی فریش ہو کے آتی ہوں۔ پھر نیچے چل کے اچھی سی چائے پیتے ہیں۔
اوکے اٹھیک ہے۔ عروش کہتے ہوتے اپنے فون میں مصروف ہو گئی۔

ابھی وہ آن لائن ہوئی ہی تھی کہ انابیہ کی کالز آناشروع ہو گئی۔ عروش نے فوراً کال پک کر لی۔

کہاں تھیں صحیح سے؟ انا بیہ نے سوال پوچھا۔

دوست کے ملتے ہی بہن کو بھول گئیں۔ ایک دفعہ بھی آپ نے کال نہیں کی۔ آپ نے تو سوچا ہو گا اچھا ہے جان چھوٹ گئی۔ عروش کے فون اٹھاتے ہی اس کے لگے شکوے شروع ہو گئے تھے۔ عروش کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

یا ر ب یک لگاؤ۔ صحیح سے میں مصروف تھی۔ آنٹی کی مدد کروار ہی تھی اس لیے کال نہیں کی۔ اس نے وضاحت دی۔

اچھا! زوبیہ آپی تیار ہو گئیں کیا؟ انا بیہ نے سوال کیا۔

نہیں، ابھی میڈم سو کے اٹھی ہیں۔ عروش نے اطلاع دی۔

اوہ! کیا ان کو شادی کی خوشی نہیں ہے؟ وہ حیرت سے بولی۔

شادی کی خوشی کسے نہیں ہوتی بیا۔ وہ بیڈ کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔

جب میری شادی ہو گی نامجھے تو خوشی سے ہی نیند نہیں آئے گی۔ وہ چپھائی۔

ہاہاہا بہت جلدی ہے تمھیں شادی کی۔ کرتی ہوں مام ڈیڈ سے بات۔ عروش کا قہقہہ گو نجا۔

نہیں تو وہ تو بس دیسے ہی۔ انا بیہ سپٹائی۔

کچھ دیر اور باتیں کرنے کے بعد وہ فون رکھ چکی تھی۔

کس کی کال تھی؟ زوبیہ نے بال سنوارتے ہوئے پوچھا۔

بیا کی کال تھی۔ عروش نے جواب دیا۔

اسے کہنا تھا کہ رات کو ضرور آئے۔ زوبیہ نے زور دیتے ہوئے کہا۔

ہاں آئے گی۔ وہی پوچھ رہی تھی کہ کون سا دریں پہنؤں۔

عروش اسے آئینے میں دیکھتے ہوئے بتا رہی تھی۔

!!-----!!-----

بیٹا صبح کے لیے میں آپ سے مغدرت کرتی ہوں۔ مجھے ابھی عدیل نے بتایا کہ آپ پر پینٹ گرا دیا تھا پیسٹر نے۔ فرخندہ بیگم نادم نادم سی بو لیں۔

اٹس او کے آنٹی وہ اس سے غلطی سے ہو گیا تھا آپ مغدرت نہ کریں۔ زاران نے چہرے پر مسکراہٹ سجائی۔
نعمہ اور فیر وزبھائی لوگ کیوں نہیں آئے؟ انہوں نے زاران کی طرف چائے کا کپ بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

اصل میں میں آگیا ہوں تو اس لیے بابا نہیں آسکے۔ میرے بعد ساری میٹنگز وغیرہ وہی دیکھتے ہیں۔ آنا تو انہوں نے ہی تھالیکن عدیل کافی کہ رہا تھا تو بابا نے مجھے بھیج دیا اور بابا کی وجہ سے ما بھی نہیں آئیں۔ وہ دونوں کہہ رہے تھے کہ ہم لوگ بعد میں ضرور آئیں گے۔ اس نے تفصیلًا جواب دیا۔

اچھا کیا جو آپ آگئے۔ اب تین چار دن تورہ کر جانا۔ کافی عرصے بعد آئے ہو۔ انہوں نے خوشی سے کہا۔
نہیں نہیں آنٹی۔ اتنے زیادہ دن تو نہیں رہ سکتا۔ شادی ختم ہوتے فوراً ہی چلا جاؤں گا۔ اتنی زمہ داری ڈیڈ اکیلے نہیں سننچاں سکیں گے۔
زاران نے جلدی سے وضاحت کی۔

جی یہ بھی ہے۔ بچے آپ بیٹھو میں ابھی آتی ہوں۔ زوبیہ کو دیکھوں وہ اٹھی بھی ہے کہ نہیں۔ زوبیہ کی ممی نے کہا۔
اوکے آنٹی! زاران اپنا فون نکال کے اس پر مصروف ہو گیا۔

-----!!-----

بیا جب تم پہنچو تو میں تمھیں لینے میں گیٹ پر آ جاؤں گی۔ جب تم یہاں پہنچ جاؤ تو بس مجھے کال کر دینا۔ عروش نے جھنجھلاتے ہوئے اسے سمجھایا۔

یاد سے آپی۔ مجھے اکیلے اندر آتے ہوئے شرم آتی ہے۔ اس نے پھر سے وہی بات دھرائی جو وہ پچھلے پندرہ منٹ سے بار بار کہہ رہی تھی۔

اف !!! بیا فار گاؤ سیک، بس کرو۔ مجھے پتہ چل چکا ہے۔ اب کیا تمہث اسمیمپ پیپر پر لکھ کے دوں؟ عروش نے اپنے میک اپ کو فائل ٹھج دیتے ہوئے کہا۔

اوکے آپی ٹھیک ہے۔ میں کچھ دیر تک یاسر کے ساتھ نکل رہی ہوں۔ اس نے پھر سے بتانا ضروری سمجھا۔ ہم ٹھیک ہے، کہہ کر عروش نے فون بند کر دیا۔

ایک تو یہ لڑکی بھی ناکبھی سکون کا سانس نہیں لینے دیتی۔ عروش ڈریسگ ٹیبل کے سامنے سے اٹھی اور بیڈ پر بیٹھ کر سینڈ لز پہننے لگی۔

سینڈ لز پہنن کر ایک آخری نظر اپنے سراپے پر ڈالتی وہ خود پر فیوم سپرے کر کے کمرے سے باہر نکل گئی۔

پتہ نہیں زوبیہ تیار ہوئی ہو گی یا نہیں؟ اب تک تو بیویٹیشنر نے اسے تیار کر دیا ہو گا۔ اس نے کلائی پر بندھی گھڑی کی طرف وقت دیکھ کر سوچا اور اپنے قدم فرخندہ بیگم کے کمرے کی جانب بڑھائے۔

-----!!-----

یاسر یہ دیکھو، یہ بند نہیں ہو رہا مجھ سے۔ انابیہ اس کے کمرے میں آ کر رونے والے انداز میں بولی۔ کیا بند نہیں ہو رہا؟ یاسر جو اپنی الماری میں منہ دیے کھڑا تھا اس کی آواز پر پلٹا۔

یہ-- انابیہ نے اپنا ہاتھ اس کے سامنے کیا جس میں سنہرے رنگ کا نیکلس تھا۔

اوہ یار! اس میں کیا مشکل ہے؟ میں ابھی تمہاری مدد کر دیتا ہوں۔ وہ کہتا ہوا اس کی طرف آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر ڈریسگ ٹیبل کے سامنے رکھے ہوئے اسٹول پر بٹھایا

اس کے ہاتھ سے نیکلس لے کر اس کے بال آگے کرتا وہ مگن سا اسے نیکلس پہنانے لگا۔

انابیہ آئینے میں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی کہ اس کی آواز پر چونکی۔

کیا دیکھ رہی ہو ایسے؟ کبھی کوئی خوبصورت لڑکا نہیں دیکھا کیا؟ وہ اس کے بال پیچھے کرتا ہوا اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ چکا تھا۔

خوبصورت اور تم۔۔۔ بہت خوشمیاں ہیں تمھیں اپنے بارے میں یاسر۔ وہ اس کی بات پر ہنسی۔ ہاں الحمد للہ ہونی بھی چاہیں۔ مجھے نہیں ہوں گی تو اور کیا تمھیں ہوں گی؟ جس سے ایک نیکلس تو بند ہوتا نہیں میرے بغیر۔ یاسر کی نظریں آئینے میں سے اسی کی طرف تھیں جو تیار بیٹھی اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ یاسر نظر ہٹانا مشکل ہو رہا تھا۔

یاسر! انابیہ نے اس کی بات کا جواب دیے بغیر دھیمی سی آواز میں اسے پکارا۔
ہاں "اس نے آئینے میں اس کی جھکی نظروں کو دیکھا۔"
جب تمہاری شادی ہو جائے گی تو میری ہیلپ کون کرے گا؟
اس نے منہ بناتے ہوئے سوال کیا۔

پہلے میں ماما بابا سے کہہ کر تم چڑیل کو فارغ کرواؤں گا۔ تمہاری شادی کے بعد سکون سے اپنی شادی کروں گا۔ اگر تمہارے ہوتے ہوئے شادی کر لی تو تم روز میری بیوی سے لڑا کرو گی اور جب میں شام کو تھکا ہارا کام سے آیا کروں گا تو تم میرے بھی کان بھرا کرو گی۔ اس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

دیکھتی ہوں کون تمہاری شادی کرتا ہے۔ وہ اپنا لہنگا سنبھالتی غصے سے اس کے سامنے کھڑی ہوئی۔
یاسر اپنی ہنسی ضبط کرتا اس کے پھولے ہوئے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

پرفیکٹ، اب بہت اچھی لگ رہی ہو۔ اصل میں آج تم نے بلش ان تھوڑا کم لگایا تھا تو کیوٹ نہیں لگ رہی تھی لکین اب عمدہ لگ رہی ہو۔ اس نے اپنی بنتیسی کی نمائش کرتے ہوئے کہا۔

یاسر دفعہ ہو جاؤ۔ مجھے دیر ہو رہی ہے۔ جلدی سے گاڑی نکالو میں اپنا فون لے کر آتی ہوں۔ وہ اسے حکم دیتی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی۔

وہ بھی اپنا فون اور کار کی چابی اٹھاتا باہر آگیا۔

!!-----

آ جائیں، دروازہ ناک ہوا تو فرخنہ بیگم نے اندر آنے کی اجازت دی۔
 آنٹی میں نے آپ کو ڈسٹر ب تو نہیں کیا۔ عروش نے دروازے سے اندر جھانک کر پوچھا۔
 نہیں بچے آ جاؤ اندر۔ ان کے کہنے پر وہ اندر آگئی۔
 آنٹی زوبیہ ابھی تک نہیں آئی؟ وہ ان کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔
 جی بیٹا بس وہ آنے والی ہی ہے۔ عدیل اسے لینے گیا ہوا ہے۔ میں نے تو اسے کہا تھا کے تمھیں ساتھ لے جائے لیکن وہ بتا رہی تھی کے تم نہیں جانا چاہ رہی۔
 جی آنٹی! اس وقت مجھے بہت نیند آ رہی تھی تو میں سونا چاہ رہی تھی اس لیے۔ اس نے وضاحت دی۔
 کوئی بات نہیں بچے۔ تم نے میری بہت مدد کی ہے۔ صح سے میرے ساتھ لگی ہوئی تھی۔ میں تمہاری بہت شکر گزار ہوں۔ مجھے کبھی ایسا محسوس نہیں ہوا کہ میری ایک بیٹی ہے۔ تمہارے ہوتے ہوئے ایسا ہی لگتا ہے جیسے تم بھی میری بیٹی ہو۔ انہوں نے اسے اپنے ساتھ بیٹ پر بٹھایا۔
 آنٹی میں آپ کی بیٹی ہی ہوں۔ آپ کو کبھی بھی کوئی بھی کام ہو آپ بلا جھگجھک مجھ سے کہہ سکتی ہیں۔ عروش نے ان کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے۔
 تمہارا بہت شکر یہ بچے۔ اللہ تمہارے نصیب بہت اچھے کرے۔ وہ نرمی سے بولیں۔
 آنٹی مجھے بیا کی کال آ رہی ہے۔ مجھے لگتا ہے وہ پہنچ گئی ہے۔ میں اسے لے کر آتی ہوں۔ وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔
 کیا تمہارے ماما بابا نہیں آئے؟ فرخنہ بیگم نے استفسار کیا۔
 آنٹی وہ لوگ کل بارات پر آئیں گے۔ آج بابا کہیں کھانے پر مدعو تھے تو ماما کو بھی ان کے ساتھ ہی جانا پڑا۔ وہ لوگ بہت معذرت کر رہے تھے۔ وہ چہرے پر دھیمی سی مسکراہٹ سجائے انہیں بتا رہی تھی۔
 چلو کوئی بات نہیں۔ فرخنہ بیگم نے بھی مسکرا کر جواب دیا۔
 او کے آنٹی نیچے ملتے ہیں۔ میں بیا کو اندر لے آؤں۔ فرخنہ بیگم کو بتا کر وہ فون کان سے لگاتی کمرے سے باہر چلی گئی۔

!!-----

آپی آجائیں میں باہر کھڑی ہوں۔ فون کے دوسری طرف بیا بولی۔

ہاں آ رہی ہوں بس دو منٹ۔ وہ تیز تیز سیڑھیوں سے اترتے ہوئے ساتھ ساتھ اس سے بات بھی کر رہی تھی۔ جب بے دھیانی میں اس کا کسی سے زور دار تصادم ہوا۔
اس سے پہلے وہ سیڑھیوں سے گرتی مقابل نے آگے بڑھ کے اسے تھاما۔

عروش نے زور سے اپنی آنکھیں میچیں، گرنے کے خوف سے اس کے حلق سے ایک زور دار چیخ برآمد ہوئی۔
وہ پسیلے، گلابی اور اورنج امتزاج کے لہنگے میں ملبوس تھی۔ بال بلو ڈرائے کر کے کھلے چھوڑے ہوئے تھے۔ وہ ماتھے کے ایک طرف جھومر اور کانوں میں بڑے بڑے جھمکے پہنے ہوئے تھی۔ لائٹ سے میک اپ اور ہونٹوں پر ڈارک لپسٹک لگائے وہ مجسمہ حسن لگ رہی تھی۔

مقابل جو بغیر آنکھیں جھپکائے اسے دیکھ رہا تھا اس کی چیخ پر ہوش کی دنیا میں آیا اور اس کے گرد سے بازو ہٹا کر اسے سیدھا کھڑا کیا۔

اللہ جی شکر ہے میں بچ گئی۔ عروش نے آنکھیں کھولتے ہوئے لمبی سانس لی۔

آپ کا بہت بہت شکریہ۔ آپ نے مجھے گرنے سے بچایا۔ سوری وہ میں جلدی میں تھی تو بے دھیانی میں آپ سے ٹکرایا۔ میں بہت معذرت خواہ ہوں۔ وہ شرمندہ شرمندہ سی زاران کو دیکھ رہی تھی۔

اٹس اوکے۔ زاران نے دو لفظی جواب دیا۔ وہ اسے صبح سے بلکل مختلف لگی تھی۔

تھینک یو۔ ابھی میں جلدی میں ہوں اگر کبھی موقع ملا تو آپ کے اس احسان کا بدلہ ضرور چکا دوں گی۔
وہ اپنا لہنگا سنبھالتی باہر کی طرف بھاگی۔

یہ بچ میں معصوم ہے یا اب صرف بن رہی ہے۔ صبح والے واقعہ سے تو نہیں لگتا کہ یہ معصوم ہے۔ زاران دل میں سوچ رہا تھا جب اس کی نظر عروش کے فون پر پڑی۔ جو نیچے گرا ہوا تھا۔ اس نے جھک کے فون اٹھا لیا۔

گرنے کی وجہ سے سکرین پر سکریچر آگئے تھے۔ اب میں کہاں اسے ڈھونڈھتا پھروں۔ عدیل کو دے دوں گا وہ خود ہی اسے واپس کر دے گا۔ وہ فون ہاتھ میں لیے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

زاران لاوچ میں عدیل کے ساتھ مہندی کی تیاریاں کرو رہا تھا۔ ساری تیاریاں مکمل ہو گئیں تو وہ اپنے کمرے میں تیار ہونے کے لیے چلا گیا۔ وہ اپنے دھیان میں ابھی دو تین سیڑھیاں ہی چڑھا تھا کہ عروش اس سے آٹکرائی تھی۔

بار بار ہونے والے اس ٹکراؤ کا اختتام کہاں ہونے والا تھا؟؟؟

!!-----!!

مہندی کا انتظام لاوچ میں کیا گیا تھا۔ مہمان آنا شروع ہو چکے تھے۔ ہر طرف گھما گئی تھی۔ فرخنہ بیگم مہمانوں سے مل رہی تھیں۔

زوہبیہ اسٹیچ پر دلہن بنی بیٹھی تھی۔ وہ ہیوی کام والے لہنگے میں ملبوس تھی۔ جو اس پر بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔ ہر کوئی اس کی تعریف کر رہا تھا اور وہ نظریں جھکائے خاموش بیٹھی تھیں۔

عروش، انبیہ اور زوہبیہ کی کچھ کرز نز خوش گپیوں میں مصروف تھیں۔ میوزک کا اثر پورے ماحول پر چھایا ہوا تھا۔ رنگارنگ روشنیوں سے سارا لاوچ جگہ رہا تھا۔ سب لوگ چہروں پر مسکراہٹ سجائے ایک دوسرے سے بالتوں میں مصروف تھے۔ آپی ایک سیلیفی لیں نا۔ انبیہ نے عروش کی طرف اپنا فون بڑھایا۔

اچھا لیتی ہوں۔ وہ اس کا فون کپڑ کے اپنی اور اس کی تصویریں بنانے لگی۔

دونوں بہنیں ایک جیسے لہنگے پہنے بہت خوبصورت لگ رہی تھیں۔

!!-----!!

عروش جاؤ ماما سے کہو کہ مہندی کی رسم شروع کروائیں میں شام سے مستقل بیٹھے بیٹھے بہت تھک گئی ہوں۔ عروش جو زوہبیہ سے بالتوں میں مصروف تھی اس کے کہنے پر اسٹیچ سے اتری اور فرخنہ بیگم کے پاس چلی گئی۔

آنٹی وہ زوہبی کہہ رہی ہے کہ رسم شروع کر دیں میں تھک گئی ہوں۔ اس نے زوہبیہ کا پیغام دیا۔ اچھا میں شروع کرواتی ہوں۔ فرخنہ بیگم نے اس کا گال تھپتھپایا۔

مہندی کی رسم شروع ہو چکی تھی۔ سب مہمان باری پاری آکر زوبیہ کو مہندی لگا رہے تھے۔ عروش اور انبیہ استھن سے نیچے کھڑی دیکھ رہی تھیں۔ جب فرخنہ بیگم ان کے پاس آئیں۔

جاو آپ دونوں بھی لگاؤ مہندی۔ یہاں کیوں کھڑی ہو۔ فرخنہ آٹھی دونوں سے مخاطب ہوئیں۔

آنٹی میں نے سوچا پہلے سب لگا لیں گے۔ عروش نے وجہ بتائی۔

سب نے لگالی ہے بس تم لوگ رہتی ہو جاؤ۔ وہ مسکرا کے گویا ہوئیں۔

عروش اور انبیہ دونوں استھن کی طرف بڑھ گئیں۔

-----!!-----

رسم ختم ہونے کے بعد زوبیہ کی کچھ کزنڈانس کرنے لگیں۔ بیویشنز زوبیہ کے ہاتھوں پر مہندی لگانے لگیں۔

انبیہ اور عروش بھی اپنے ہاتھوں پر مہندی لگوارہی تھیں۔ آپی یہ دیکھیں کتنی پیاری لگ رہی ہے۔ انبیہ خوشی سے چہکی۔

سچ میں بیا یہ بہت پیاری لگ رہی ہے تمہارے ہاتھوں پر۔ زوبیہ نے تعریف کی۔

تھینک یو زوبی آپی۔ بیا خوشی سے چہکی۔

ویسے آپ کی بھی مکمل ہونے والی ہی ہے۔ اس نے زوبیہ کی مہندی دیکھ کر کہا جو آخری مراحل میں تھی۔

ہاں شکر ہے۔ میں تو بہت تحک گئی ہوں۔ شام سے لگاتار بیٹھی ہوئی ہوں۔ وہ بے زار ہوئی۔

آپ کو تو مزہ آ رہا ہو گا آخر آپ کی تو شادی ہے۔ وہ مزے سے بولی۔

ہاں بہت مزہ آ رہا۔ تمہاری ہو گی تو پتہ چلے گا کہ کتنی بڑی حالت ہوتی ہے۔ زوبیہ نے منه بناتے ہوئے جواب دیا۔

عروش خاموشی سے اپنی مہندی لگوارہی تھی اور ساتھ ساتھ ان دونوں کی باتیں بھی سن رہی تھیں۔

اوہ! ایک چیز تو میں بھول ہی گئی۔ انبیہ چھپنی۔

کیا؟ عروش اور زوبیہ دونوں یک زبان بولیں۔

ابھی بتاتی ہوں۔ بیا پریشن سی بولی

لکھ دیں۔ اس نے بیوٹیشن کے آگے اپنے ہاتھ (Y) ایسا کریں اس میں کہیں چھپا کے یا سر یا انگریزی زبان کا حرف کر کے کہا۔

اوکے میم! بیوٹیشن مہندی پکڑ کے اسکی ہدایات پر عمل کرنے لگی۔

یہ میں نے ایک مووی میں دیکھا تھا کہ دلہن اپنے دو لہے کا نام اپنے ہاتھوں کی مہندی میں چھپا کے لکھتی ہے اور پھر دلہا اسے ڈھونڈتا ہے۔ اگر اسے اپنا نام مل گیا تو ٹھیک نہیں تو وہ آپ کو کوئی تحفہ دے گا۔ انبیہ نے خوشی سے بتایا۔ اوہ واو! میں بھی حارت کا نام ضرور لکھواوں گی۔ زوبیہ نے بھی اس کا ساتھ دیا۔
تم دونوں کا کچھ نہیں ہو سکتا۔ عروش نے افسوس سے سر ہلایا۔

اتنا اچھا تو ہے آپی یہ۔ انبیہ نے منہ بسوار۔

پتہ نہیں کون کون سی فلمیں دیکھتی رہتی ہو پاگل لڑکی۔ عروش نے اسے ڈپٹا۔

یار بیار ہنے دو اسے۔ میں لکھوارہی ہوں نا تمہارے ساتھ۔ یہ ایسے ہی کرتی ہے جو چیز ہمیں پسند ہو وہ اسے پسند نہیں ہوتی۔ زوبیہ نے اسے چڑانا چاہا۔

تم دونوں لا علاج ہو۔ یہاں بیٹھی جو مرضی کرتی رہو میں جا رہی ہوں۔ عروش کہتے ہوئے وہاں سے اٹھ کر چلے گئی۔
ہاہ ہائے !! اتنی اچھی رسم ہے یہ اور آپی کی نظر میں کوئی ولیو ہی نہیں اسکی۔ انبیہ دل مسوں کے رہ گئی۔

-----!!-----

مام بھائی کب والپس آئیں گے؟۔ نیمہ بیگم جو اپنی بہن سے بات کر رہی تھیں سوزین کے سوال پر اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھنے لگیں۔ جیسے پوچھنا چاہ رہی ہو تمہیں کیا کام ہے۔

مجھے کچھ رقم چاہیے تھی ان سے۔ سوزین نے ان کی سوالیہ نگاہیں دیکھ کے کہا اور ان کے ساتھ آکر صوف پر بیٹھ گئی۔ انتظار کرو میں بات کر رہی ہوں بعد میں تم سے بات کرتی ہوں۔ نیمہ بیگم فون کی طرف اشارہ کر کے بولیں۔
اوکے۔۔۔ وہ پاکٹ سے اپنا فون نکال کر اس میں مصروف ہو گئی۔

بس تھینہ میں آج یا کل فیروز سے بات کرنے ہی والی ہوں زاران کی شادی کی۔ تم تیار رہو۔ ہاں ہاں تم فکر مت کرو۔

میرے بیٹے کی شادی میں ایسے ہی تھوڑی کروں گی۔ دوسری طرف سے کچھ کہنے پر ان کا قہقہہ گونجا۔
کچھ دیر اور بتیں کرنے کے بعد انہوں نے فون بند کر دیا۔

کیا ضرورت ہے تمہیں پیسوں کی؟۔ فون بند کرتے ہی وہ سوزین کی طرف متوجہ ہوئیں۔

"مام بہت سی ضروریات ہیں میری۔ ہر چیز آپ کو نہیں بتا سکتی اور ویسے بھی میں کونسا آپ سے مانگ رہی ہوں۔" وہ بد تمیزی سے بولی۔

تمہیں کس نے یہ حق دیا ہے کہ میرے آگے زبان درازی کرو۔ وہ غصے سے بولیں۔

تو آپ کو بھی کسی نے حق نہیں دیا کہ آپ میرے سے سوال جواب کریں۔ وہ ترذی۔

سوزین! -- نعیمہ بیگم کا ہاتھ بلند ہوا۔

آج میں تمہاری بد تمیزی برداشت کر گئی ہوں۔ آئندہ ایسا کبھی نہیں ہونا چاہیے اور یہ لاست وارنگ ہے۔ وہ اس پر غصے سے چلا گئیں۔

سوزین دروازہ زور سے بند کرتی وہاں سے چلی گئی۔

اس لڑکی کی بد تمیزیاں دن بہ دن بڑھتی جا رہی ہیں۔ میں بھی دیکھتی ہوں کون دیتا ہے اسے پیسے۔
خود سے کہتے ہوئے وہ بھی کمرے سے باہر نکل گئیں۔

-----!!-----

کیا ڈھونڈھ رہی ہو عروس؟۔ زوبیہ نے اسے چیزیں الٹ پلٹ کرتے دیکھ کر پوچھا۔

یار میرا فون تھا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بتایا۔

ہاں تمہارا فون تھا تو کیا ہوا اسے۔ زوبیہ نے ناسحہ سے کہا۔

وہ مل نہیں رہا۔ رات کو تو میرے پاس تھا پر اب پتہ نہیں کہاں گیا۔ میں صبح سے ڈھونڈھ رہی ہوں لیکن کہیں پر بھی نہیں ہے۔ مجھے مام کو کال کرنی تھی۔ وہ پریشان سی بیٹہ پر بیٹھ گئی۔

بیٹیں ہو گا میں دیکھتی ہوں۔ تم تب تک میرے فون سے کال کر لو۔۔۔ زوبیہ نے اسے اپنا فون تھما یا۔

وہ فون لے کر کمرے سے باہر نکل آئی اور رفتہ بیگم کا نمبر ڈائل کرنے لگی۔ کچھ دیر بات کرنے کے بعد اس نے فون بند کر دیا۔

ایکسکیوویز می!۔۔۔ وہ انجانی آواز پر پیچھے مڑی۔ دیکھا تو وہی لڑکا کھڑا تھا جس سے وہ کل ٹکرائی تھی۔

کہیں آپ مجھے سخت سنت سنانے تو نہیں آئے؟ سیریسلی میں جان بوجھ کے نہیں گری تھی۔ اگر آپ کہتے ہیں تو میں دوبارہ معافی مانگ لیتی ہوں۔ کیونکہ مجھے پتا ہے کہ غلطی میری تھی۔۔۔ وہ اسے بغیر کوئی موقع دیے خود ہی شروع ہو گئی تھی۔

اسٹاپ اٹ۔۔۔ زاران کے اوپرخی آواز میں کہنے پر وہ رکی۔

کیا آپ کو عادت ہے اگلے کی سنبھال کی کی؟۔۔۔ وہ اب قدرے آہستہ آواز میں بولا۔
نہیں مجھے لگا کہ۔۔۔ وہ منمنائی۔

اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کیا کہے۔ شکل سے ہی سڑیل سالگ رہا ہے۔ عروش دل میں ہی سوچ سکی۔
کسی کی شکل دیکھ کے اس کی شخصیت کے بارے میں اندازے خوب لگا لیتی ہیں آپ۔۔۔ زاران نے اپنے ہاتھ باندھے کیا مطلب؟۔۔۔ عروش نے آنکھیں اچکائیں۔

مطلوب آپ کو کیسے لگا میں سڑیل ہوں؟۔۔۔ سنجیدگی سے پُر لمحے میں سوال آیا۔
اسکے درست اندازے پر عروش سپٹنائی۔

اگر کوئی کام ہے تو بتائیں۔ نہیں تو میں جاؤں۔۔۔ وہ اس کے سوال کو نظر انداز کرتی ہوئی خود کو نارمل رکھتے بولی۔
کام اور مجھے آپ سے؟ سیریسلی؟ کیا آپ میرے کسی کام کی ہیں؟؟؟۔۔۔ زاران نے آہستگی سے کہتے ہوئے اپنی بات مکمل کی۔

عروش کو اس کا انداز مذاق اڑاتا ہوا لگا۔

اوکے تو میں چلتی ہوں۔۔۔ اس سے پہلے وہ آگے بڑھتی اس کی بازو زاران کی مضبوط گرفت میں آگئی۔

"—مجھے بھی کوئی خاص شوق نہیں ہے تم سے بات کرنے کا۔ میں تو صرف تمھیں تمہاری امانت واپس لوٹانے آیا تھا۔
زاران نے اس کا بازو چھوڑا اور اس کا فون اسے کپڑاتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔

یہ ان کے پاس کیسے گیا؟۔۔۔ وہ اس کی پشت کو دیکھتے حیرت سے گویا ہوئی۔

اوہ! یاد آیا۔ کل جب میں گری تھی۔ ضرور اس وقت یہ وہاں پر گر گیا ہو گا اور میں ہمیشہ کی طرح لاپرواہ ویسے ہی باہر چلی گئی۔

کتنی بھلکڑ ہوں میں۔ اس نے خود کو سرزنش کی۔ چلو جو بھی ہوا اچھا ہوا کہ میرا فون مل گیا۔ وہ خود سے باتیں کرتی ہوئی سیڑھیاں اتر گئی۔

-----!!-----

نہیں ڈیڈ وہ مینگ میں خود آکر دیکھوں گا۔ آج یہ بارات کا فنکشن ختم ہوتے ہی میں واپس آ جاؤں گا۔ وہ فون پر بات کرتے ہوئے بولا۔

زاران میں نے تمھیں کہا تھا کہ اپنی پچھو کی طرف سے ہو کر آنا۔۔۔ فیروز صاحب نے اسے یاد دلا یا۔

ڈیڈ ان کی طرف میں دوبارہ بھی جا سکتا ہوں لیکن اگر یہ پروجیکٹ ہمارے ہاتھوں سے نکل گیا تو بہت نقصان ہو گا ہمیں۔۔۔ وہ کمرے میں ادھر سے ادھر ٹھلتے ہوئے وہ فون پر ان سے بات کر رہا تھا۔

بیٹا تم تھوڑی دیر کے لیے ہی ہو آتے تو ان کو اچھا لگتا۔۔۔ فیروز صاحب نے اسے قتل کرنے کی کوشش کی۔

ڈیڈ ہمارا ان کے ساتھ کبھی ایسا تعلق نہیں رہا ہے جو ان کو اچھا یا برا لگے گا۔ ویسے بھی آپ مجھے کیوں بھیجننا چاہتے ہیں ان کی طرف۔ ساری زندگی ہم نے ایک دوسرے کو دیکھا تک نہیں۔ پہچانیں گے کیسے؟ اس نے سوال اٹھایا۔

وہ تمھیں بھولی ہو گی تو ہی پہچاننے یا نہ پہچاننے کا سوال اٹھے گا اور اپنوں کی خوشبو سے ہی بندہ انھیں پہچان لیتا ہے۔
انہوں نے نرمی سے اسے سمجھایا۔

اوکے ڈیڈ پھر بات ہو گی مجھے ریڈی ہونا ہے۔ اس نے بات سمیٹتے ہوئے کہا۔

اوکے کہہ کر وہ فون کاٹ گئے۔

!!-----!!

کس کا فون تھا؟ نعیمہ بیگم نے چائے کا کپ ٹیبل پر رکھتے ہوئے پوچھا۔
زاران کا۔۔۔ فیروز صاحب کچھ سوچتے ہوئے بولے۔

ٹھیک ہے وہ؟ جب سے گیا ہے ایک کال کرنا اس نے ضروری نہیں سمجھا مجھے۔ نعیمہ بیگم نے شکوہ کیا۔
شادی میں مصروف ہے وہ۔ اب گیا ہے تو انجوئے کرنے دو اسے۔ واپس یہاں پر ہی آنا ہے۔ پہلے شکوہ کرتی رہتی تھیں۔
کہ میرے رشتہ داروں کے گھر نہیں جاتا۔ اب اگر وہ چلا گیا ہے تو بھی تمھیں شکوے ہو رہے۔۔۔ فیروز صاحب نے
زاران کی طرف داری کی۔

اچھا یہ چھوڑیں۔ میں سوچ رہی تھی کہ اب زاران بھی تمیں کا ہو چکا ہے۔ اس کا کچھ سوچیں۔ وہ خود تو اپنے بارے میں
کچھ سوچتا نہیں ہے۔ اگر کسی چیز کی اسے فکر ہے تو وہ ہے اس کا بزنس۔ اب میں چاہتی ہوں کہ ہم اس کی شادی کر
دیں۔ انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔
ہم میں بھی بھی سوچ رہا ہوں۔ وہ آتا ہے تو کرتے ہیں بات۔

فیروز صاحب نے کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے چائے کا کپ اٹھا کے منہ سے لگایا۔

!!-----!!

بارات کا انتظام ہو ٹل میں کیا گیا تھا۔ سب ہو ٹل پہنچ چکے تھے اور بارات بھی آگئی تھی۔ زوبیہ کی شادی اپنے خالہ زاد
حارت سے ہو رہی تھی۔ زوبیہ کے دو ہی بہن بھائی تھے۔ عدیل بڑا تھا اور زوبیہ چھوٹی۔ چند سال پہلے ان کے بابا کا
انتقال ہو گیا تھا۔ ساری ذمہ داری عدیل کے کندھوں پر تھی۔

آپی نکاح ہو بھی گیا اور مجھے بتایا بھی نہیں؟۔۔۔ انابیہ اپنا شرارہ سنبحالتی اس تک آئی۔

ہاں تو تم نے کیا کرنا تھا۔۔۔ عروش جو نیچے جھکی اپنی سینڈل بند کر رہی تھی۔ وہ سیدھی ہوئی تو اس کی نظر اسی لڑکے پر
پڑی جس سے صح اس کی بحث ہوئی تھی۔

بیو جیز پہ وائٹ شرٹ اوپر بیو ہی کوٹ پہنے، بال اچھی طرح سے سیٹ کیے، ہاتھ میں رست و اچ باندھے وہ بہت ڈیشنگ لگ رہا تھا۔ اس کے چہرے کے تاثرات بالکل سنجیدہ تھے۔

اگر یہ بندہ تھوڑا مسکرا لے تو اس کا کیا چلا جائے گا۔ تھوڑا اور خوبصورت لگے گا۔ عروش دل ہی دل میں بولی۔ وہ زاران کی طرف ہی دیکھ رہی تھی جب زاران نے بھی اس کی طرف دیکھا۔

سرخ رنگ کی کام والی شرٹ پہنے اس نے سلکی لمبے بالوں کو کھلا چھوڑا ہوا تھا۔ بالوں میں سے چند لٹیں اس کے خوبصورت گلبابی چہرے پر شرارت کر رہی تھیں۔ وہ سرخ رنگ میں کھلا ہوا گلباب ہی لگ رہی تھی۔

زاران کے دیکھتے ہی اس نے اپنی نظروں کا زاویہ بدلا اور انابیہ کو لے کر وہاں سے چلی گئی۔
خوبصورت۔۔۔ اسے جاتا دیکھ کر خود بہ خود زاران کے منہ سے نکلا۔

-----!!-----